حضرت مولانا پروفیسر محمد اشرف صاحب رحمۃ اللہ علیہ

صفاتِ الٰہیہ

مولانا مرحوم نے وفات سے قبل یہ تحریر بھیجی تھی جو کاتب کے بستۂ نسیان میں پڑی رہی اب موصول ہوئی جو ہر لحاظ سے نافع ہے۔

اِس عالم میں ہر چیز اپنے خصوصی خصائص وصفات سے جانی پہچانی جاتی ہے۔ اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کی پہچان ومعرفت اس کی صفات واسماء سے ہی ہوسکتی ہے۔ حضرت سیّد صاحب قدس سرہٗ ارقام فرماتے ہیں۔

"دنیا کے آغاز میں خدا نے کہا تھا کہ "ہم نے آدمؑ کو سب نام سکھائے"، دنیا کہاں سے کہاں نکل گئی اور علم کی وسعت کہاں سے کہاں پہنچی، مگر غور کیجئے تو ناموں کے ہیر پھیر سے ہم اب تک آگے نہیں بڑھے یہی ہماری حقیقت رہی ہے اور یہی ہمارا فلسفہ ہے ہم اپنے مفروضہ اصولِ منطق کی بناء پر ذاتیات اور حقائق کے مُدعی بن گئے ہیں۔ لیکن ہزاروں صدیاں گزرنے پر بھی ذاتی اور حقیقی تعریف (حدِ منطقی) کی ایک مثال بھی پیش نہ کرسکے۔ جو کچھ کرسکے وہ یہ کہ صفات وعوارض اور خواص کے مختلف رنگوں سے نئی نئی طفلانہ شکلیں بناتے اور بگاڑتے ہیں۔ جب مادیات کا یہ عالم ہے تو وراء الوراء ہستی ہیں ہماری بشری طاقت اس سے زیادہ کا تحمل کیونکر کرسکتی ہے تجلّی گاہ طور اسی رمز کی آتشیں تصویر ہے۔

ہم خدا کو بھی اس کے ناموں، اس کے کاموں اور اُس کی صفتوں ہی سے جان سکتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانوں (عرب کے جاہلوں) کو اسی نصابِ انسانی کے مطابق تعلیم دی..... تعلیمِ محمدیؐ ... نے آگاہ کیا۔ کہ خدا کے اسماء وصفات کی کوئی حد نہیں اس کو سب ہی اچھے ناموں سے پکارا جاسکتا ہے

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا ... فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ط (اسرائیل۔ ۱۲)

کہدو (اے پیغمبرؐ) کہ (خدا) کو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمان کہہ کر، جس نام سے بھی پکارو سب اچھے نام اسی کے ہیں۔

..... آپؐ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی صفاتِ کاملہ گنتی اور شمار کی حد سے باہر ہیں۔ اور اس کی باتوں کی کوئی انتہا نہیں۔ آپؐ نے یہ دعاء سکھائی، "اے خداوند تیرے ہر اس نام کے وسیلہ سے، جو تو نے اپنا رکھا، یا اپنی کتاب میں اتارا یا کسی مخلوق کو سکھایا، یا اپنے لیے اپنے علم غیب میں اس کو چھپا رکھا، میں تجھ سے مانگتا ہوں۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کو یہ الہامی دُعا تعلیم ہوئی۔ خداوندا! میں تیرے سب اچھے ناموں کے وسیلہ سے جن میں سے کچھ کو ہم نے جانا اور جن کو نہیں جانا تجھ سے درخواست کرتا ہوں"...

الغرض تمام اچھے اور کمالی نام اسی کے لیے ہیں۔ اور اسی کو زیبا ہیں۔

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی۔ (طٰہٰ۔۱)

نہیں ہے کوئی معبود، لیکن وہی اللہ اسی کے لیے ہیں سب اچھے نام

... بڑائی کا ہر نام، اور خوبی کا ہر وصف اِسی ذات بے ہمتا کے لیے ہے، خواہ اس کو خدا کہو، یا اللہ کہو لغت اور زبان کا کوئی فرق اس میں خلل انداز نہیں.... لیکن مشرکوں کی طرح اس کو ایسے ناموں سے نہ پکارو جو اس کے کمال اور بڑائی کے منافی ہیں، اور بتوں اور دیوتاؤں کے ناموں سے بھی اس کو یاد نہ کرو۔

وَلِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا وَذَرُوا الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْٓ اَسْمَآئِہٖ ط (اعراف۔۲۲)

اور اللہ ہی کے لیے ہیں سب اچھے نام، اس کو ان ناموں سے پکارو، اور اُن لوگوں سے علیٰحدہ رہو جو اس کے ناموں میں کجی کرتے ہیں۔

تعلیمِ محمدیؐ کا صحیفہ، وحی اللہ تعالیٰ کے تمام اوصافِ حمیدہ اور اسمائے حسنیٰ سے بھرا ہوا ہے۔ بلکہ اس کا صفحہ صفحہ خدا کے اسماء وصفات کی جلوہ گریوں سے معمور ہے۔ قرآن کریم کا کم کوئی ایسا رکوع ہوگا۔ جس کا خاتمہ خدا کی توصیف اور حمد پر نہ ہو۔ اور یہ تمام اوصاف اور نام اس عشق و محبت کو نمایاں کرتے ہیں۔ جو اس محبوب ازل اور نورِ عالم کے ساتھ قرآن کے ہر پیرو کے دل میں ہونا چاہیئے....،،

(سیرت النبیؐ صفحہ ۹۱ تا صفحہ ۹۶ ج ۴)

صفاتِ الٰہیہ کا عقیدہ اسلام میں نرا نظریہ ہی نہیں، بلکہ الٰہی اسماء وصفات کے کچھ لازمی نتائج و تقاضے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہر اسم پاک کی خاص صفت ہے۔ اور اس کی یہ صفت "ظہور" چاہتی ہے، اس خاص تقاضا و تجلّی ہے۔ یہ تقاضا و تجلی ایسے فعلِ الٰہی کو چاہتی ہے جس میں وہ خاص اسم وصفت جلوہ رہو۔ مثلاً اللہ تعالیٰ خالق ہیں۔ ان کی صفتِ خلق کا تقاضا ہے کہ وہ مخلوق کو پیدا فرمائیں۔ گویا اللہ تعالیٰ صفتِ خلق کی تجلی کا ظہور "مخلوق" ہے۔ وہ رازق ہیں رزاقیت ایسی مخلوق کو چاہتی ہے جسے وہ رزق دے ، رب ہیں ان کی ربوبیت کا تقاضا مخلوق کی پرورش کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ وہ الملک ہیں، اور ان ، بادشاہی، مملکت، حکمرانی، تدبیر و تصرف، نفاذِ احکام، عدل و نظم، ثواب و عتاب اور دیگر امورِ شاہی متقاضی ہے وہ حکیم ہیں۔ ان کا ہر فعل پُر حکمت ہے۔ وہ حمید و مجید ہیں۔ وہ محامد و صفات حمد کا ہو رانسان میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور ان صفات کے ذریعہ اسے عزّ و شرف بخشتے ہیں، وہ غفور و عفو ہیں

وہ گناہوں کے صدور کے بعد اس کو اپنی مغفرت سے بخشنا چاہتا ہے، اور عفو و درگذر کے مناظر قائم کرنا چاہتے ہیں۔ غرض ان کی ہر صفت و ہر نام اپنے ظہور کا طالب ہے۔ اور اسماء وصفات کا یہ ظہور اور اس کے آثار خلق وامر میں برابر ساری وطاری ہیں۔ اور خاصان خدا کے اس قول کا کہ عالم مظہر صفاتِ حق ہے یہی مدعا ہے۔ جملہ مخلوقات میں ان ہی کے اسماء وصفات وافعال کی جلوہ گری ہے۔

انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اس بنا پر حکمت الٰہی نے اسے اپنی صفات و شیئون کا مظہر اتم بنایا ہے خلق وامر کی نیرنگیاں اس عالم اصغر میں جمع فرما کر اسے اپنی خلافت کا سزاوار بنایا اور جملہ کائنات میں اسے اپنی نیابت کے لیے چنا اور عبدیت نامہ اور معرفت خاصہ سے اسے نوازا اور مخلوقات سے استفادہ کی صلاحتیں اس میں رکھیں۔ اور اپنی ذات عالی سے انتفاع وقربت کے طریقے اس پر کھولے۔

حضرت سید الملۃ قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وحی کی زبان سے ..... یہ نکتہ سوجھایا۔ کہ انسان اس عالم خلق میں تمام مخلوقات سے اشرف ہے اور وہ اس دنیا میں خدا کی نیابت کا فرض سرانجام دینے کے لیے آیا ہے قرآن کی ابتدائی سورہ میں آدمؑ کی خلافت کا قصہ محض داستان نہیں بلکہ انسان کی اصلی حیثیت کو عیاں اور نمایاں کرنے والی تعلیم کا اولین دیباچہ ہے۔ اس کو فرشتوں کا مسجود بنانا گویا تمام مخلوقات کا مسجود بنانا تھا۔ اس کو تمام اسماء کا علم عطا کرنا گویا تمام اشیاء کو اس کے تصرف میں دینا تھا، وہ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً کے فرمان کی رو سے اس عالم میں خدا کا نائب ہے۔ اور اس کا سر خلافتِ الٰہی کے تاج سے ممتاز ہے، کروڑوں مخلوقاتِ الٰہی میں خدا کی امانت کا حامل وہی منتخب ہوا، یہ منصب اعلیٰ نہ فرشتوں کو ملا، نہ آسمان کو عطا ہوا۔ نہ زمین کے حصہ میں آیا، نہ پہاڑ اس کے مستحق قرار پائے، صرف انسان ہی کا سینہ تھا جو اس امانت کا خزینہ دار ہوا۔ اور اسی کی گردن تھی جو اس بوجھ کے قابل نظر آئی فرمایا۔

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ ط (احزاب - ۹)

ہم نے اپنی امانت آسمانوں پر، اور زمین پر اور پہاڑوں پر پیش کی، تو سب نے اس بار (امانت) کے اٹھانے سے انکار کیا، اور اس سے ڈرے اور انسان نے اس کو اٹھا لیا۔

وحیِ محمدیؐ نے انسان کا رتبہ یہ بتایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بزرگیوں سے سرفراز فرمایا عالم مخلوقات میں برتر بنایا اور انعام واکرام سے معزز کیا ہے۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا (بنی اسرائیل ۔ ۷)

ہم نے آدم ؑ کی اولاد کو عزت دی، اور ہم نے خشکی اور تری میں ان کو سواری دی، اور ستھری چیزوں کی ان کو روزی بخشی اور اپنی بہت سی پیدا کی ہوئی چیزوں پر ان کو فضیلت عطا کی۔

انسان ہی وہ مخلوق ہے جو سب سے معتدل قویٰ اور بہترین اندازہ کے ساتھ دنیا میں پیدا ہوئی

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ (تین ۔ ۱)

البتہ ہم نے انسان کو بہتر اندازہ پر پیدا کیا۔

یہاں تک کہ انسان خدا کی صورت کا عکس قرار پایا۔ متعدد حدیثوں میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "خدا نے آدم ؑ کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ ...... ان حدیثوں کا یہ مطلب نہیں کہ انسان کی طرح خدا کی کوئی خاص جسمانی شکل ہے۔ اور آدم کی شکل اس کی نقل ہے۔ کہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ق بلکہ یہ مطلب ہے۔ کہ انسان میں خدا کی صفات کی ایک دھندلی سی جھلک موجود ہے۔ علم قدرت، حیات سمع، بصر، ارادہ، غضب، رحم، سخا وغیرہ کی صفات کی ناقص مثالیں اس کے اندر اللہ نے ودیعت رکھی ہیں۔ اور چونکہ انسان کے اعضاء میں اس کا چہرہ اس کی شخصیت کا آئینہ دار اور اس کے اکثر حواس کا مصدر ہے۔ جس سے اس کے تمام اوصاف کا ظہور ہوتا ہے۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کے اعضا میں اسی کو فیضِ رحمانی کا مورد ظاہر کیا۔" (سیرۃ النبی ؐ صـ۸۲ تا صـ۸۴ ج ۴)

دوسری جگہ مزید تشریح فرماتے ہیں۔

"گذر چکا ہے۔ کہ قرآن کا پہلا سبق یہ ہے کہ بحکم اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً (بقرہ ۔ ۴) آدم ؑ کا بیٹا زمین میں خدا کا خلیفہ اور نائب بنایا گیا ہے۔ خلیفہ اور نائب میں اصل کے اوصاف و محامد کا پرتو جتنا زیادہ نمایاں ہوگا۔ اتنا ہی وہ اپنے اندر اس منصب کا استحقاق زیادہ ثابت کرے گا۔ اور نیابت کے فرائض زیادہ بہتر ادا کر سکے گا۔ یہانتک کہ اس میں وہ جلوہ بھی نمایاں ہوگا جب وہ سر تا پا خدائی رنگ میں رنگ کر نکھر جائے گا۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً (بقرہ ۔ ۱۶)

خدا کا رنگ اور خدا کے رنگ سے کس کا رنگ اچھا ہے۔

یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰي صُوْرَتِهٖ

خدا نے آدم ؑ کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ اور ساتھ ہی اس کی تشریح بھی گذری ہے۔ کہ اس "صورت"

سے مقصود جسمانی نہیں بلکہ معنوی شکل وصورت ہے۔ یعنی یہ کہ خدا نے انسان میں اپنی صفات کاملہ کا عکس جلوہ گر کیا ہے۔ اور اُن کے قبول کرنے کی صلاحیت عطا کی ہے۔ اور ان میں حدِ بشری تک ترقی کی استعداد بخشی ہے اور انسان کو اخلاق وصفات میں ملاءِ اعلیٰ سے تشبّہ اور ہمشکلی کا جوہر مرحمت فرمایا ہے۔ اور یہی صوفیہ اور خاصانِ خدا کے اس مقولہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ (خدا کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرو۔ م) کا مطلب ہے۔ حدیث میں یہی مفہوم بروایت طبرانی ان الفاظ میں ادا کیا گیا ہے۔

"حُسْنُ الخلق خلق اللّٰہ الاعظم" (حسن خلق خدا کا خُلقِ عظیم ہے"

(سیرت النبیؐ ص ۵۱۶، ص ۵۱۷، ۴)

اس کا مدعا یہ ہے کہ بقول حضرت سید الملۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

"(اللہ تعالیٰ) کے محامد واوصاف اخلاقِ انسانی کا معیار ہیں۔ ان اوصاف کو چھوڑ کر جو اس ذوالجلال کے لیے خاص ہیں۔ اور جو بندہ کی حیثیت اور طاقت سے زیادہ ہیں۔ بقیہ اوصاف و محامد انسان کے لیے قابل نقل ہیں، کہ وہ خدا کے محامد واوصاف سے دور کی نسبت رکھتے ہیں۔ اس لیے انسان پر فرض ہے، کہ اگر وہ خدا سے نسبت پیدا کرنا چاہتا ہے۔ تو اپنے اندر اس کے محامد واوصاف سے نسبت پیدا کرے اور اُن کو خوبیوں کا انتہائی معیار جان کر اُن کی نقل اور پیروی کی خواہش کرے۔ محامدِ الٰہی گویا استاد اعلیٰ کی وصلی ہے۔ جس کو دیکھ کر شاگرد کو اپنے خط کی خوبی میں ترقی کرنی چاہیئے۔ اس لیے انسان کو ہر طرف کے لکھتے (محامد الٰہی کی نقل اتارتے) میں ایک نظر استاد ازل کی وصلی پر ڈال لینی چاہیئے تاکہ معلوم ہو کہ اس کی ذاتی مشق کہاں تک اصل وصل کے مطابق ہے (سیرت النبی ص ۵۱۹ ج ۴)

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ محامد واوصافِ الٰہی کی نقل بندہ کو ذاتِ حق عز اسمہ سے کسی قسم کی (العیاذ باللہ) برابری عطا نہیں کر دیتی، کہ ایسا گمان سراسر شرک و زندقہ ہے۔ بلکہ صفات الٰہی کا یہ ہلکا سا انعکاس بندہ کو ذات باری تعالیٰ سے ایک ادنیٰ درجہ کی مناسبت عطا کر دیتا ہے۔ حضرت سید الملۃ نور اللہ مرقدہ ارقام فرماتے ہیں۔

"یہ بات ذہن میں رہے کہ کوئی مخلوق خالق تعالیٰ کی کسی صفت میں برابر کی شریک نہیں ہو سکتی ایسا سمجھنا سراسر شرک ہے۔ بات اتنی ہے کہ بندہ کے جس وصف کو خدا تعالیٰ کی جس صفت سے مناسبت ہوتی ہے اس پر اس صفت کا اطلاق مجازاً کر دیتے ہیں۔ جیسے خدا کے علم کے سامنے بندہ کے علم کا مرتبہ اتنا بھی نہیں ہے جتنا سمندر کے سامنے قطرہ کا ہے۔ مگر خدا کی اس صفتِ علم کے ساتھ بندہ کے اس وصف کو بھی علم کہہ دیتے ہیں، حالانکہ حقیقی صفتِ علم خدا میں ہے بندہ میں نہیں۔ لیکن چونکہ خدائے تعالیٰ

اپنی صفتِ علم سے بندہ میں ایک انکشافی شان پیدا کر دیتا ہے۔ اس لیے بندہ کی اس ادنیٰ انکشافی شان کو بھی علم کہہ دیتے ہیں۔ ورنہ درحقیقت ان دونوں میں کوئی نسبت ہی نہیں۔ یہی حال بندے کے دوسرے صفات اور اوصاف کے اشتراک کا ہے اس لیے بہت سے اہل حق اور اہل تحقیق کے نزدیک ان دونوں میں اوصاف کا اشتراک، اشتراک بادنیٰ مناسبت ہے اور بس لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (شوریٰ - ۲) سیرت النبیؐ جلد ششم ص۳۱۲)

بہرحال اسمائے الٰہیہ اور صفاتِ ربانی کا ظہور گو وہ بادنیٰ مناسبت ہو۔ انسان کی ذات سے ہوتا ہے اور دیگر مخلوقات کی نسبت سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس لیے انسان کو مظہر صفات الٰہی کہتے ہیں۔ حضرت والا قدس سرہٗ ایک مسترشدِ خاص کو لکھتے ہیں کہ۔

"اس (حدیث شریف ان اللہ خلق ادم علی صورتہ) کی بہترین توجیہہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو اپنے اسماء حسنیٰ کا مظہر بنایا ہے۔" (تذکرہ سلیمان ص۲۷۴)

اور اس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی صفات سے محبت ہے اور وہ ان صفات کا ظہور جس ذات میں پاتا ہے۔ اس صفت کی وجہ سے اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔ علامہ ابن قیم نے خوب لکھا ہے۔

وھو سبحانہ یحب موجب اسمائہ وصفاتہ۔

فھو علیم یحب کل علیم "جواد یحب کل جواد وتر" یحب الوتر "عفو یحب العفو واھلہ" حیی "یحب الحیاء واھلہ" بر" یحب الابرار۔

"شکور" یحب الشاکرین" "صبور" یحب الصابرین "حلیم" یحب حلیم

(مدارج السالکین ص۲۴۳ ج ۱)

اللہ سبحانہ اپنے اسماء وصفات کے موجبات (ومظاہر) کو پسند فرماتا ہے۔

وہ علیم ہے ہر علم والے کو محبوب رکھتا ہے، سخی ہے ہر سخی کو پیار کرتا ہے، طاق ہے، طاق کو پسند کرتا ہے۔ وہ عفو ہے معافی اور معاف کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے وہ حیادار ہے حیا اور حیا والوں کو چاہتا ہے بر ہے نیکوکار اسے پیارے ہیں۔

شکور ہے۔ شکر گزاروں سے اسے محبت ہے۔ صبور ہے۔ صبر والے اسے پسند ہیں۔ حلیم ہے۔ بردباری کو پسند فرماتا ہے۔

حضرت سید الملۃ قدس سرہٗ نے سیرت النبی (چہارم و ششم) میں ان مباحث پر سیر حاصل

بحث کی ہے۔

غرض صفاتِ الٰہیہ کا انعکاس وظہور انسان میں مختلف صورتوں اور نوعیتوں سے ہوتا ہے۔ بقول حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ کی چند قسمیں ہیں) جلالی[1]، کمالی[2]، تنزیہی[3] اور اجمالی[4]۔ صفاتِ جلالی جو کبریائی عظمت، شہنشاہی اور بڑائی کے اوصاف ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا مخلوقات ان کی مستحق نہیں اور نہ یہ اوصاف بندگی و عبودیت کے رتبہ کے مناسب ہیں۔ ان کا انعکاس یہ ہے کہ بندوں میں ان کے مقابل کے صفات پیدا ہوں، یعنی عاجزی، تواضع، فروتنی، اور خاکساری اس لیے ترفع تکبّر اور بڑائی کا اظہار منع ہے۔ اور اسی لیے آدم علیہ السلام جس نے فروتنی اختیار کی اور عجز و قصور کا اعتراف کیا، وہ مغفرت کے خلعت سے سرفراز ہوا اور شیطان جس نے ترفع اور غرور ظاہر کیا دائمی لعنت کا مستحق ٹھہرا

اَبیٰ وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکَافِرِیْنَ (بقرہ۔۴)

اس (شیطان) نے (آدم کے سجدہ سے) انکار کیا اور غرور کیا اور کافروں میں سے ہو گیا

قرآن پاک میں ہے کہ بڑائی اور کبریائی صرف خدا کے لیے ہے اس کے سوا کوئی اور اس کا مستحق نہیں۔

وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (جاثیہ۔۴)

اور آسمانوں اور زمین میں اسی کے لیے بڑائی ہے۔

اَلْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ (حشر۔۲) اسی کی شان ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ اپنی عزت و جلال اور قوت و جبروت کا فیضان بعض بندوں اور امتوں پر نازل کرتا ہے۔ اور وہ ان کو طاقت اور قوت اور بادشاہی عطا کرتا ہے، مگر اس نوازش کے بعد بھی نیک بندوں اور صالح امتوں کا فرض یہی ہے۔ کہ عین اس وقت جب ان کے دست و بازو سے قوتِ حق اور ربانی۔ جاہ و جلال کا اظہار ہو رہا ہو ان کی پیشانیاں فرط عبودیت سے اس کے آگے جھکی ہوں۔ اور سر نیاز اظہار بندگی کے لیے اس کے سامنے خم ہوں کہ عزت و جلال خاص خدا کی شان ہے۔ جس کا فیضان رسول ﷺ پر ہوا۔ اور رسول کی وساطت سے مومنوں پر ہوا، یہ ترتیب خود قرآن میں ملحوظ رکھی گئی ہے۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ ۔ (منافقون۔۱)

اور عزت خدا کے لیے ہے اور اس کے رسول ﷺ کے لیے اور مومنوں کے لیے ہے۔

خدا کی صفاتِ کمالی میں سے وحدانیت اور بقائے ازلی وابدی کے سوا کہ ان سے تمام مخلوقات اور ممکنات طبعاً محروم ہیں۔ بقیہ اوصاف سے انسان مشرف ہوتا ہے (صفاتِ تنزیہی.....

سے بھی مخلوقات تمامتر محروم ہے۔ ان کی تنزیہ یہی ہے۔ کہ وہ خدا کے عصیان، نافرمانی اور گنہگاری کے عیب سے بری اور پاک ہوں۔

خدا کی صفاتِ جمالی وہ اصلی اوصاف ہیں، جن کے فیضان کا دروازہ ہر صاحبِ توفیق کے لیے حسبِ استعداد کھلا ہوا ہے۔ ان صفات کا سب سے بڑا مظہر عفو و درگذر ہے .... قرآن کہتا ہے کہ "تم دوسروں کو معاف کرو کہ خدا تم کو معاف کرتا ہے" ...... ایک دفعہ عہد نبوت میں بارگاہ عدالت قائم تھی، ایک مجرم کو سزا دی جارہی تھی۔ سزا کا منظر دیکھ کر حضورؐ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہورہا تھا۔ اداشناسوں نے سبب دریافت کیا، تو فرمایا کہ۔

امام تک معاملہ پہنچنے سے پہلے ہی اپنے بھائیوں کو معاف کردیا کرو خدا معاف کرتا اور عفو و درگذر کو پسند کرتا ہے۔ تو تم بھی معاف اور درگذر کیا کرو۔ کیا تمھیں یہ پسند نہیں کہ خدا تمھیں بھی معاف کرے وہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے (مستدرک للحاکم کتاب الحدود)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ..... فرمایا: خدا جمیل ہے۔ جمال کو پسند کرتا ہے وہ سخی ہے۔ سخاوت کو پسند کرتا ہے وہ صاف ستھرا ہے۔ صفائی اور ستھرے پن کو پسند کرتا ہے ...... اخلاق عالیہ سے محبت اور بداخلاقیوں سے نفرت رکھتا ہے۔" ...... "خدا نرمی والا ہے نرمی کو پسند کرتا ہے ..... خدا پاک ہے پاک ہی کو قبول کرتا ہے۔"

رحمت و شفقت اللہ تعالیٰ کی خاص صفت ہے۔ مگر خدا کی رحمت و شفقت کے وہی مستحق ہیں جو دوسروں پر رحمت و شفقت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ "رحم کرنے والوں پر وہ رحم کرنے والا بھی رحم کرتا ہے۔ لوگو! تم زمین والوں پر رحم کرو، تو آسمان والا تم پر رحم کرے گا ..... رحم کی جڑ رحمان ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ اے رحم، جو تجھ کو قطع کرے گا۔ میں اس کو قطع کردوں گا۔ جو تجھ کو ملائے گا میں اس کو ملاؤں گا ......" یہ نصیحت بھی فرمائی کہ "جو بندہ دوسرے بندہ کی پردہ پوشی کرے گا، قیامت میں اس کی پردہ پوشی خدا کرے گا۔" یہ بھی تعلیم دی گئی ہے۔ کہ "جب تک تم اپنے بھائی کی مدد میں ہو۔ خدا تمھاری مدد میں ہے۔"

آپؐ نے فرمایا کہ "خدا بھی غیرت والا ہے۔ اور مومن بھی غیرت والا ہے۔ اور خدا کی غیرت یہ ہے کہ اس نے اپنے مومن پر جس بات کو حرام کیا ہے اگر کوئی اس کا ارتکاب کرے تو وہ اس پر خفا ہو۔

اللہ تعالیٰ ظلم سے پاک ہے ..... اس لیے اس کے بندوں کا فرض ہے کہ وہ بھی آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کریں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی زبان سے اس کی عملی تعلیم کو ان

(بقیہ ص ۵۹ پر)

ایگل

ایک عالمگیر

قلم

خوشخط

روان اور

دیرپا۔

اسٹیل

کے

سفید

ہر

جگہ

دستیاب

آزاد فرینڈز

اینڈ کمپنی لمیٹڈ

دلکش

دلنشیں

دلفریب

کہکشاں پرنٹ

حسین کے

پارچہ جات

حسین کے خوبصورت پارچہ جات
نہ صرف آنکھوں کو بھلے لگتے ہیں
بلکہ آپ کی شخصیت کو بھی
نکھارتے ہیں۔ خواتین ہوں یا

مرد دونوں کے ملبوسات کیلئے
موزوں۔ حسین کے پارچہ جات
شہر کی ہر بڑی دکان پر
دستیاب ہیں۔

FABRICS

خوش پوشی کے پیش رو

حسین ٹیکسٹائل ملز
حسین انڈسٹریز لمیٹڈ کراچی
کا ایک ڈویژن

قومی خدمت ایک عبادت ہے

اور

سروس انڈسٹریز اپنی صنعتی پیداوار کے ذریعے

سالہا سال سے اس خدمت میں مصروف ہے

Servis

قدم قدم حسین قدم قدم آرام